السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

موجودہ دور میں طرح طرح کے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ اب یہ مسئلہ اٹھا ہے کہ قرآنِ مجید میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلمُ السّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الغَيثَ وَيَعلَمُ ما فِى الأَرحامِ وَما تَدرى نَفسٌ ماذا تَكسِبُ غَدًا وَما تَدرى نَفسٌ بِأَىِّ أَرضٍ تَموتُ إِنَّ اللَّهَ عَليمٌ خَبيرٌ ٣٤ ... سورة لقمان

لیکن ڈاکٹر حضرات بچے کی پیدائش سے تین چار ماہ قبل بتا دیتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوگا یا بچی اس سے ذہن میں تردد پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی شرح و بسط سے وضاحت فرما کر اس فتنے کا سدِباب فرمائیں۔ (قاری حسان احمد) (۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاریب مَا فِي الاَرْحَامِ کا علم پانچ مفاتیح الغیب میں سے ایک ہے۔ ان کا نام مفاتح الغیب (غیب کی چابیاں) اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ بنیادی قسم کی غیب کی چیزیں ہیں۔

آیت ہذا میں (مَا) اسم موصول عموم کا فائدہ دیتا ہے اور علم کا اس عموم کے ساتھ ربط و تعلق بھی عمومی ہے جس کی بناء پر آسانی سے یہ نتیجہ اخذ ہوسکتا ہے کہ جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے وہ صرف اسی پر منحصر نہیں کہ نشوونما پانے والا لڑکا ہے یا لڑکی، ایک ہے یا متعدد بلکہ مَا فِي الاَرْحَامِ کا علم اس کے علاوہ بہت ساری چیزوں کو حاوی ہے مثلاً زندہ باہر آئے گا یا مردہ، تا دیر دنیا میں زندہ رہے گا یا کم مدت، نیک بخت ہے یا بدبخت، ناقص ہوگا یا کامل، خوبرو ہوگا یا بدشکل، کالا ہوگا یا گورا، عالم ہوگا یا جاہل وغیرہ۔ یہاں تک کہ جملہ وہ امور جن کا تعلق حمل سے ہے ان باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ چاہے وہ مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل۔ مقصود یہ ہے کہ عموم اور خصوص کے اعتبار سے اس فرمان کا تعلق صرف باری تعالیٰ سے ہے۔ کائنات میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

سید معین الدین محمد بن عبدالرحمن نے اپنی مشہور و معروف تفسیر ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' میں خوب فرمایا ہے:

(وَكَذٰلِكَ لَا يَعْلَمُ اَنَّ مَا فِي الاَرْحَامِ ذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى الاحين ما امر بِكَوْنِهٖ ذكرا او انثٰى شَقِيًا اَوْ سَعِيْدًا' (ص: ۱۵۶'

یعنی ''اس طرح پیٹوں میں جو بچہ یا بچی ہے۔ اس کا علم بھی کسی کو نہیں ہوتا مگر اس وقت جب اللہ (فرشتے کو) حکم دیتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی، بدبخت ہے یا نیک بخت۔''

اس سے مصنف رحمہ اللہ نے مشہور حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حمل جب ابتدائی مراحل سے گزر کر تذکیر یا تانیث کے مرحلہ پر پہنچتا ہے تو رحم پر مقرر فرشتہ رب العزت سے دریافت کرتا ہے۔ 'اذکر ام انثٰی' (صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ)، رقم: ۳۱۸)

اے اللہ لڑکا یا لڑکی؟''

حسب امر حمل اسی کیفیت میں بدل جاتا ہے۔ اس کے بعد جا کر کہیں طب حدیث کو آلاتِ جدیدہ اور مشینی ذرائع سے جنسیت کا علم ہوتا ہے۔ اس سے قبل قطعاً اس بات کا علم نہیں ہوسکتا۔ بچہ ہوگا یا بچی جب کہ اللہ کا علم تمام کیفیات کو محیط ہے۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الاَرْحَامِ کا یہی مفہوم ہے۔

یاد رہے جس طرح ایک فرشتے کا علم اس آیت کے منافی نہیں۔ اسی طرح اس حالت میں ڈاکٹری معلومات بھی آیت کے معارض نہیں۔

اصل صورتِ حال یہ ہے کہ ڈاکٹری تحقیق کا تعلق اتمام تخلیق کے بعد سے ہے جب کہ اللہ کو بچہ یا بچی کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے بدرجہ اَتم علم ہے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی اور بعد میں بھی جملہ کیفیات کا وہ احاطہ کئے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اَزل سے مقدر الاشیاء ہے۔ اس بناء پر سورہ رعد کے شروع میں جہاں رحمی کیفیات کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوصافِ حمیدہ عالم الغیب والشہادۃ بیان ہوئے ایک مومن مسلمان کو بار بار ان قرآنی آیتوں پر غور و فکر کرنا چاہیے:

اللَّهُ يَعلَمُ ما تَحمِلُ كُلُّ أُنثىٰ وَما تَغيضُ الأَرحامُ وَما تَزدادُ وَكُلُّ شَىءٍ عِندَهُ بِمِقدارٍ ٨ عٰلِمُ الغَيبِ وَالشَّهٰدَةِ الكَبيرُ المُتَعالِ ٩ ... سورة الرعد

''مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اسے اللہ بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی ہر چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔ چھپے کھلے کا وہ عالم ہے سب سے بڑا اور سب سے بلند و بالا۔''

پھر لفظ الارحام علی الاطلاق ہر مادہ کو شامل ہے چاہے اس کا تعلق جنس انسانی سے ہو یا حیوانی سے۔ تمام انواع کی کیفیت اللہ کے علم میں ہیں۔

اس بناء پر بڑے وثوق اور نہایت اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ چیز جو نصِ قرآنی یا صحیح حدیث سے ثابت ہے وہ واقع کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہماری ذہنی رسائی وہاں تک نہ ہوسکے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، متفرقات: صفحہ:568

محدث فتویٰ